اصل تالیف : شاہ ولی اللہؒ
ترجمہ و املاء : مولانا عبید اللہ سندھیؒ

ترجمہ خیرِ کثیر

آٹھواں خزانہ نشأت شرع کے احکام میں

یہ بات یاد رکھو کہ اعمال میں ایک ایسا راز ہے کہ اگر وہ تیرے لئے ظاہر ہو جائے تو تیری قوت متحیر ہو جائے گی اور تیری طاقت منتشر ہو گی، اور وہ یہ بات ہے کہ اعمال میں سے بعض ایسے عمل ہیں کہ ہدایت کی جانب میں ان کا وزن انبیاء کا وزن ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا وزن گمراہی کی جانب میں شیاطین اور دجاجلہ کا وزن ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ اعمال میں سے بعض تو وہ چیزیں ہیں کہ عامل کی وہ مادر زاد بھائی ہیں جیسے نار کے لئے حرکت صعودیہ اور فلک کے لئے دوریہ۔ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ اس منبع فیضان سے فائض ہوتا ہے جس سے عامل کا فیضان ہوا اور یہ اس کے عالم میں لازم ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ خارج میں اس کو ضروری اور لازم ہو۔ اور بعض چیزیں ایسی ہیں کہ وہ عامل کی ضد ہیں، جیسے گدھے کی آواز انسان کے لئے (یعنی ان دونوں میں مناسبت نہیں ہے)۔

اب تو اپنے نفس میں ذرا لطافت پیدا کر۔ یہاں تک کہ تو جان لے کہ بعض اعمال ایسے ہیں کہ عامل کو لازمی ہیں اس کے قدسی وجود کی حیثیت سے یعنی اس عمل کا منبع بعینہٖ

وہی ہے جو انسان کا منبع تھا، لیکن صورتِ خلطیہ نے ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا پھر جس وقت وہ صورت منسلخ ہو گی اور انسان اس حالت پر باقی رہا جس پر ازل میں موجود تھا تو وہ عمل اس کے وجود خارجی کو لازم ہو جائے گا جس کی کوئی صورت نہیں ہے سوائے ایک شخصیہ ضعیفہ کے، اس کی مثال ہے الصلوٰۃ۔ اس کا منبع ہے الحی القیوم اور وہی بعینہٖ منبع ہے نوع انسان کا۔ پس جب انسان منسلخ ہوا اور یہ نشأت کا عالم ہے۔ یہ علم اس کے لئے فطری ہو یا حصولی تو صلوٰۃ اس کو لازم ہو جائے گی۔

اور بعض اعمال میں سے وہ ہیں جو عامل کے منافی ہیں اور ضد ہیں اس کی قدسی حیثیت کے اعتبار سے جیسے قتل چونکہ یہ حیاتی کو سلب کرنے والا ہے تو یہ رب مفیض الوجود کے منافی ہوا، اور جب انسان صورت مزاجیہ سے منسلخ ہوگا اور رب کے حکم کے لئے منقاد ہوا اس پر واجب ہوگا کہ قتل سے اجتناب کرے، اس لئے کہ نشأت کو جانتا ہے۔

اب تم جان لو کہ اعمال میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں کہ نبی اور حکیم کے لئے ان کے مقتضائے کمال کی حیثیت سے یہ بات ثابت ہو ہی نہیں سکتی مگر یہ کہ اس کے ملابس ہوں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ان کے کمال کی حیثیت سے ان کے لئے یہی مقرر ہے کہ وہ اس سے اجتناب کریں۔ ان کی مثال اس شخص کی مثال ہے جس نے گرم دوا کھائی تو اس کی طبیعت صاف پانی کا تقاضا کرتی ہے یا پیٹ بھر لیا پورے طور پر تو طبیعت طعام سے کراہت کرتی ہے۔ یہ بات حکیم اور نبی کے لئے وجاہت کی مثال ہوگی (جیسا کہ آپ نے جان لیا)

پھر جب ارادہ جدا ہوا اور نشأتِ قدیمہ میں متمثل ہوا اور ربوبیت من حیث الکمال اس سے جدا ہوئی تو اس سے کئی جہات صادر ہوں گی ہر ہر فعل کے حساب سے۔ ان میں سے ایک ہوگی جہت وجوب کی اور ایک ہوگی جہت حرمت کی تو اس سے شریعت ازلاً ابداً ظاہر ہو جائے گی۔ پھر جس پر وہ ربوبیت واقع ہوئی تو یہ شریعت اس کے لئے واجب ہوگی اور اس کی مثال قطبیت ارشادیہ کی مثال ہے (پھر جب اللہ سبحانہ نے رسل کے اعیان میں تجلی فرمائی اور متحقق ہوا اور حکمت وحی سے منقلب ہو گئی تو ان اوامر اور احکام کے ساتھ سب مامور ہو گئے اور عالم مجرد میں اوامر ثابت ہوئے، وہاں تجلی

کے تحقق کے لئے نہ تو کوئی مکان ہے اور نہ زمان۔ اس کی مثال ہے قطبیت ارشادیہ کا دعوت واجبہ کے ساتھ بدلنا۔ پھر جب کہ ہر نبی کے زمانہ میں نصاب کثرت پورا ہو گیا، خصوصاً ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو اس کے لئے ایک نیا وجود عطا ہوا جو وجوب اور تحریم کا تقاضا کرتا ہے ان کے کمال کے حساب سے اس نشأت میں بھی۔

پس شریعت واجب ہوگی ہر انسان پر منسلخ ہو یا نہ ہو، یہ مثال ہے خاتمیت کی۔ تو تحقیق کا کوئی حصہ باقی نہ رہا، نشأت قدیمہ ہو یا حادثہ ہر استعداد کے حساب مگر یہ شریعت اس میں داخل ہو گئی، اس نے ہمارے افق کو ڈھانپ لیا، اس طریقہ سے اس کا وجوب پورا ہو گیا۔

ہر ایک چیز جو عبادات میں داخل ہے اس کے لئے چار خصلتیں ضروری ہیں:

۱ — اس کا ایک مبدأ راسخ ہونا چاہئے ازلاً وابداً اور وہ اس جہت کا نام ہے جو "الربّ" سے ظاہر ہوتی ہے باعتبار کمال کے۔

۲ — ان کے لئے دعوت تامہ ہے یعنی نشأت دنیاوی میں اس کی ایک خاص تاثیر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اعمال ایسے ہیں کہ جو صحف سے دنیا میں ظاہر ہو جاتے ہیں خصوصاً ان لوگوں کے لئے جن کے لئے سبوغ اخروی کامل حاصل ہو چکا ہے۔

۳ — اور اس کے لئے ثواب ہے ثابت اور اس کی شرح اس کے بعد کے خزانے میں آئے گی جہاں احکام معاد بیان کئے جائیں گے۔

۴ — اس کے لئے مصلحت عامہ ہے اور وہ تین راستوں سے ہوتی ہے:

(الف) تہذیب النفس کے راستے سے یا تو اس سے توجہ ہو جاتی ہے قدوس مجید کی طرف یا تو اس نور تام کا شمول ہوتا ہے جو ایک کمال ہے باعتبار اس نشأت کے جس کا عام لوگ انکار کرتے ہیں اور یا عفت اور شجاعت اور سخاوت حستی پیدا ہوتی ہے۔

(ب) تدبیر المنزل کے راستے سے اس لئے کہ جب وہ لوگ ایک ہی قدسی جہت کی طرف توجہ کرتے ہیں اور حسّی توحّد میں متحد ہوتے ہیں تو بعض کے انوار دوسروں پر منعکس ہوتے ہیں تو اس سے تجلی اور تخلّی تام ہوتی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ نفوس انسانی

آئینوں کی مثال ہیں، ایک میں جو صورت منطبع ہو دوسروں میں منطبع ہوجاتی ہے۔

(ج) اور تیسرا سیاست المدنیہ کے راستے سے وہ جب کہ ان اعمال کے ساتھ متلبّس ہوتے ہیں تو ان کے کام دُرست بن جاتے ہیں اور ان کے لئے انوار مقدسہ سیاست کرتے ہیں اور وہ ظلم اور غفلت کے زمانہ میں بھی اپنے رب کو نہیں بھولتے۔ عام لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بات کسی مصلحت کے لئے تھی اور ہم کہتے ہیں کہ مصلحت ان کے رسوخ قدم کے سبب سے تھی مبادی میں۔

(د) اسی طرح بڑے گناہ جو ہیں ان کے لئے بھی چار خصلتیں ہیں: ان کے لئے مبدأ راسخ ہوتا ہے اور وہ اسماء کی مخالفت ہے اس لئے کہ یہ صورتِ مزاجیہ سے ہیں اور اس کے لئے ثواب ثابت ہوتا ہے اور دعوت واجبہ ہے اور فساد مصلحت ہے ان تینوں طریقوں میں، جن کا ذکر ہو چکا۔

جاننا چاہیئے کہ تمام عقلمند اس پر متفق ہیں کہ اللہ سے قرب حاصل کرنا ممکن کے ذمّہ واجب ہے اس قرب کو وہ کلّی معنیٰ میں لیتے ہیں کوئی جزئی معین نہیں کرتے۔ پھر اس کے بعد ان کی رائیں قرب کا راستہ معین کرنے میں مختلف ہوگئی ہیں۔

مجوس ایک ایسی مخلوق کی عبادت کرتے ہیں جو ان کی سمجھ میں وہ مخلوق عقول کی تمثال ہے، اور مشرکین ایک ایسی تماثیل کی عبادت کرتے ہیں جو مقرب لوگوں کے نام سے مقرر کی گئی ہیں اور وہ مقرب ایسے ہیں کہ ان سے احیاء اماتت وغیرہ آثار صادر ہوتے ہیں۔ اور مجسمہ لوگ ایک مخلوق یا موہوم کی عبادت کرتے ہیں جس کو وہ صاحب حسن سمجھتے ہیں۔

مجوس کہتے ہیں کہ خیر تام سے ہماری کیا نسبت ہے؟ ہمارے لئے یہ کافی ہے کہ اچھی چیزوں کی تمثال کی عبادت کریں جو ایک مخلوق ہو۔ ہم اس کے مقابلے میں کہتے ہیں کہ کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ ہر متدنس کے مقابلے میں ایک قدوسیت ہے جو اس کے حبل الورید سے بھی زیادہ اس کے قریب ہے (یعنی خیر تام تک نہیں پہنچ سکتے یہ صحیح ہے لیکن خیر تام کی تجلیات ہر ایک متدنس تک پہنچتی ہیں تو کیوں نہ ہم اس تجلّی کی عبادت کریں جو ہمارے قریب واقع ہوئی ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک نماز پڑھنے والے کا رب

اس کے اور دیوار قبلہ کے درمیان متحقق ہوتا ہے۔

مشرک کہتے ہیں کہ بادشاہ سے قرب حاصل کرنا بغیر اس کے ندیموں کی شفاعت کے محال ہے اور اللہ کے لئے ندیم یا تو ارواح ہیں یا ملائکہ ہیں جو جسم سے پاک ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ ایک ایسی تمثال کی عبادت کریں جس کو ان میں سے کسی ایک کے مقابل بنادیں تو اس تمثال کے ذریعہ سے اس کو واسطہ بنائیں کہ وہ ہماری عبادت کو سمجھ لیں۔ اس لئے کہ وہ تو زندگی رکھتا ہے، پختہ علم رکھتا ہے، بڑی قدرت رکھتا ہے۔ ہم ان سے کہتے ہیں، کیا اللہ ہر فعلیت کو محیط نہیں ہے ہر حیثیت سے۔ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ۔ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِیْنَ۔

مجسمہ کہتے ہیں کہ اللہ حسن کا مالک ہے تو اس لئے ہر حسین اللہ ہے۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ کیا مقید ہونا اور متناہی ہونا بُرا نہیں ہے؟ اس کے مقابلے میں اور کونسی بات قبیح ہوگی؟ تو یہ تینوں جماعتیں جہنمی ہیں، ان پر خوب غور کرو!

اولیاء خیر تام کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں اس انسانی صورت کو چھوڑ کر جتنا ممکن ہو اس لئے فنا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

انبیاء کی اور حکماء کی رائے گو مختلف ہے لیکن ان کی عبادت کے طریقے یکساں واقع ہوتے ہیں۔ انبیاء کے سینوں میں اسم متجدد نے تجلّی فرمائی اور خیر تام سے انھوں نے قرب حاصل کیا قرب الفرائض جو ان کی استعداد کے تقاضے کا نتیجہ ہے تو اللہ نے ان کو حکم دیا اوامر میں اور منع کیا مناہی سے تو وہ اس کے تابع ہوگئے۔ اور حکماء موفّق ہوئے ہیں اقتراب وجود حاصل کرنے میں۔ اور اقتراب وجود عبادات اور شرائع کو لازم کردیتا ہے تو جان چکا ہے کہ اس اقتراب سے تین شعبے نکلتے ہیں۔ "حکمت" کا خلیفہ یہاں "عقل" ہے تو جو چیز ان کی ضد ہے اس کو حرام قرار دیتی ہے جیسے سُکر اور "عصمت" کا خلیفہ "عفت" ہے اور عفت کے لئے عدم انغماس لذات حسیہ میں ضروری ہے تو عفت کے انہماک فی اللذات کو حرام قرار دیا اور وجاہت کا خلیفہ ہے الدین الحق اللہ کے قرب کی حیثیت سے اور جاہ کی حیثیت سے جب کہ وہ اس عالم میں متشکل ہو۔

ہم دین حق سے مراد یہ رکھتے ہیں کہ اسمار الٰہیہ کے آثار کی تابعداری کی جائے، جس طریقہ پر کہ وہ چاہتے ہوں اس لئے اسمار نے قتل، قذف اور سرقہ کو حرام قرار دیا ہے اور یہ بھی حرام بنایا ہے کہ انسان لوگوں میں ہنسنے کی چیز بن جائے۔ حکمت نے بعض عقائد ضروری قرار دیئے ہیں، عصمت نے صوم ضروری قرار دیا ہے، وجاہت نے صلوٰۃ اور زکوٰۃ ضروری بنائے۔ رب کی طرف سے کمال نکتہ نظر سے شریعت آنے کی جو جہت ہے اس کی تشریح اسے سمجھنا چاہیئے۔

اس کے بعد جب دوسری نشأت مقرر ہوگئیں تو حدود پیدا ہوگئیں، یہاں ہماری مراد حدود سے وہ امر ہے کہ اس نشأت کے اعتبار سے ظہور میں وہ چھوٹی سی چیز ہوگئی تو تحریم میں زنا اور لواطت معین ہوگئی اور جماع کی اجازت نہیں ملی مگر شہوت دفع کرنے کے لئے اور اولاد حاصل کرنے کے لئے اور عورتوں کے حقوق حاصل کرنے کے لئے، اور قتل ظلم کے طور پر حرام ہوگیا اور اس میں سے قصاص اور جہاد مستثنیٰ بن گیا اور اسی طرح ہر امر میں تعینات واقع ہوئے۔

اگر تو کہے کہ قتل کیوں حرام ہے؟ حالانکہ یہ اسم مُمیت کی تابعداری ہے اور اسی طرح جس قدر منہیات ہیں کسی نہ کسی اسم کا ضرور مظہر ہوں گے، تو یہ کیوں حرام ہوئے؟ ہمارے نزدیک الممیت اسم قدیم نہیں ہے، اس کا ترجمہ ہے اماتت کے اسباب مہیا کرنے والا۔ خلاصہ یہ ہے کہ شرع عالم تخلیط کی پیدائش ہے اور اسی طرح اسم القابض۔ اس معاملہ میں ہماری جامع بات یہ ہے کہ جس اسم میں ایجاد مضمر ہو وہ تو ہے اسم حقیقۃً اور جو اسم افنا کو متضمن ہو اسم ہے بالمجاز یہ قاعدہ ہے اسمار قدیمہ میں لیکن اسمار متجددہ میں نفی بھی حقیقت بن جاتی ہے لیکن دین اسمار قدیمہ کے حکم کی تابعداری کو کہا جاتا ہے۔

اور یہ جاننا چاہئے کہ جس پر یہ شریعت نازل ہوتی ہے اس کی عادت کو بڑا دخل ہے، اس لئے کہ اصولوں میں جو چیز منبسط ہوتی ہے وہ ہے امر کلی، پھر اس کا نوع نوع بننا اور صنف صنف بننا ہوتا ہے نسمہ میں وحی کے مواطن نازلہ میں، اور نسمے میں عادات

داخل ہیں اور ان کا درجہ وہاں بہت اونچا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ آمر اور ناہی تو وہ اسم ہے جو موحیٰ الیہ کی عین ثابتہ میں متجلّی ہو اور ہوگا اس قدر جس قدر متجلی لہ' میں استعداد ہوگی۔ اس لئے انبیاء بنو علّات ہیں بنو اخیاف نہیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے گا: شرائع نازل ہوتی ہیں وجود ازلی کے حساب سے اور وہ دینی (عطا) ہیں، ہر ذی استعداد کو جس چیز کے لئے کہ مستعد ہوا۔ پس مادۃ التشریع جس کو النفس الرحمانی التشریعی کہا جائے گا۔ موطن علمی کے حساب سے ایسی صورت میں متمثل ہوتا ہے جس کو عین ثابت افاضہ کرتی ہے، عین اس کو ایسا بنا دیتی ہے جس میں تحقق ہو، جس میں صنفیت پیدا ہوسکے مگر جنس اور نوع نہیں بناتی۔ پھر موطن خارجی کے حساب سے ایسے امور کے ضمن میں تصوّر کیا جاتا ہے جس کو حس اور عادت اپنے صور اور عادات میں راضی ہوتی ہے، یہی مطلب ہے عام علماء کے قول کا کہ شرائع زمان و مکان کے اعتبار سے بدل جاتے ہیں اور اس سے واضح ہوتا ہے مطلب جمع کی حدیث کا۔

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ حقیقت اتم تھے، امیت میں اکمل تھے، اسماً اعم تھے۔ اور آپؐ کی قوم بھی امی تھی، آپ کے لئے وہ باتیں واضح ہوگئیں جو کسی نبی کے لئے واضح نہیں ہوئی تھیں۔ پھر آپؐ نے سنن مقرر کئے، آداب بتلائے، اوقات بتلائے بہت سے تغیرات، تبدلات اور تلاحق افطار کے بعد جس کے لئے سیرت کی کتابیں شہادت دیتی ہیں۔

اور نسخ کئی قسم ہے: ایک ان میں سے وہ ہے کہ نبی کی ترقی کے حساب سے ہوتا ہے، نبی جس درجہ پر تھا اس سے ترقی کر جاتا ہے جیسے کہ جہاد میں اس کے حساب سے نسخ ہوتا ہے اور یہ خزانہ سادسہ میں بحث ہو چکی ہے۔

اور ان میں سے ایک وہ ہے کہ پہلے عین ثابت کے مقتضی میں استغراق ہوتا ہے اس کے بعد حقیقۃ الامر پر متنبہ ہوتا ہے اس حساب سے نسخ واقع ہوتا ہے۔ اس کی مثال ہے خلیل علیہ السلام کا قصہ۔ اس لئے کہ جب وہ ذات کے زیادہ قریب تھا تو ذبح کلی کی صورت

اس کے ذہن میں متمثل ہوئی بیٹے کو ذبح کرنے کی شکل میں جو شان میں بہت اونچی جزئی ہے۔ اس کا مطلب ہمارے نزدیک یہ ہے کہ اس کی عین ثابت میں جو اسم متجلّی تھا۔اس نے بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا، اس لئے کہ اقربیت کو اجمال سے خاص نسبت ہے (یعنی ذبح کلّی میں بھی اجمالیت تھی اور اقربیت میں بھی اجمالیت ہے تو وہ کلّی اس جزئی کی شکل میں متعیّن ہو گئی) پھر عین کے تقاضا سے افاقہ نصیب ہوا۔ بہائم کے رُوح میں جسد اجمالی ہے اس پر اکتفا کی۔

نسخ کی بعض قسموں میں سے ایک وہ ہے کہ پہلے عادات کے ملابس میں متلبس تھا اور پھر اس سے منسلخ ہو گیا جیسے کہ زکوٰۃ کی تحویلات کی وقوع میں آیا۔ سب سے پہلے رجب میں ذبح کا وقت معین کیا گیا پھر وقت کی قید رفع ہو گئی پھر ذبح باقی رہی پھر نصاب مقرر ہوا۔ ابو داؤد نے ابن ابی لیلیٰ سے صوم اور صلوٰۃ کے تغیرات نقل کئے ہیں، اس کو بھی اس موقعہ پر مستحضر کرو۔ اس طرح کی اور مثالیں بھی ملتی ہیں۔

قولہ سبحانہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اس کا معنی ہمارے نزدیک یوں ہے خیر منھا تو ہے عادات میں اور مثلھا ہے نبی کے عین ثابت کی تقاضا میں اور اس کی ترقی میں۔

اعمال میں سے ایک قسم تو وہ ہے جو خیر کی جانب منسلخ الصورۃ ہو گیا یا شر کی جانب منسلخ الصورۃ ہو گیا اور اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ شریعت میں وہ عمل واضح ہے یہ نہیں کہ اصل سے وہ منسلخ ہو گئے، دُوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ وہ شر ہے جمیع مواطن میں پس پہلے کو واجب کہتے ہیں اور دُوسرے کو حرام۔

اور اعمال میں سے ایک وہ ہے کہ وہ شر کا متضمن ہے جیسے اجنبی عورت کو دیکھنا، اس لئے کہ وہ زنا کا متضمن ہے کیوں کہ وہ اس کا باعث بنتا ہے۔ [illegible] کا ایک پہلو ہے جیسے نماز میں ہمارا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنا اس لئے کہ تعظیم کا یہ مؤکد ہے۔ تو پہلے کام کو مکروہ کہتے ہیں اور دوسرے کو مندوب اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ سب مباح ہے نہ اس میں خیر ہے نہ اس میں شر ہے۔

ہر ایسا مندوب جس کے ساتھ ملابس ہو وہ خیر جو طلوع ہوا ہے اس کے فواد اسم مطلق عام کو حق بن جاتا ہے لوگوں کے لئے کہ متلبس ہوں اس کے ساتھ یہ اس لئے کہ تلبس بالجزئی مستلزم ہے تلبس بالکلی کو، تو کلی کا ایک عالم میں متحقق ہونا، وہم اس کو ادراک کرتا ہے کم درجے کے تحقق پر۔

کلمۃ الشہادہ یہ اصل دین ہے اور اس کی اصل خالص شخصیت (ہویت) ہے اور نشأت قدیمہ میں اس کی صورت تمام اعتبارات اور وجوہ کو جمع کرتی ہے۔ یہ اصل دین بن گئی اور صفات النفس کی نشات میں یہ "اخلاص" ہے حکماء اور صحابہ کی معرفت میں اور توحید تام ہے نشات کمال الاولیاء میں اور زبان میں یہ کلمہ اور افعال میں تمام عبادتیں۔

یہ یاد رکھو کہ اموات سے حاجتیں طلب کرنا اس طریقہ سے کہ اس کو کامیابی کا ذریعہ سمجھے کفر ہے، اس سے پرہیز کرنی چاہیئے۔ یہ کلمہ اس کو حرام قرار دیتا ہے اور لوگ آج کل اس میں منہمک ہیں۔

الصلوٰہ اس کی اصل الحیّ القیوم ہے من حیث التفصیل (تفصیلی حیثیت سے) اور اس کا وزان ہمارے نبی کا وزان ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے اس کی بہت سی جہتیں ہیں فروعی جو حس میں سے متمثل کرتی ہیں، پس سجود، رکوع اور قیام الحی القیوم کے تمثلات سے ہیں من حیث التفصیل اور یہی اصول ہیں نماز کے پھر اس کے ساتھ ملحق کردیا گیا ہے تلاوت کو۔ اس کا سبب آگے معلوم کرلو گے اور طہارت کو صفاتِ تنزیہیہ کے سبب سے اور اس کی تمام جہات کو ظاہر کردیا گیا تو اس کے ارکان پورے ہوگئے۔

صرافت نفس میں اس کی صورت "الاُلفہ" ہے اور مدرکہ اور واہمہ میں اس کی صورت محبت نبی ہے اور خیال میں تعظیم اور زبان میں حمد اور تسبیح اور تکبیر اور بدن میں افعال اور ارکان مخصوصہ۔ اُلفت سے ہماری مراد ہے رابطہ جو کم درجہ کا ہو اصول وجود سے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے: الارواحُ جُنود مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر

منہا اختلف -

الصوم یہ سلبیات کی تمثال ہے جیسے السبوح، الصمد وغیرہ اس کا وزان ادریس کا وزان ہے گویا کہ اسی سے ظاہر ہوا ہے اور اس کی صورت نفس کی صرافت میں شواغل حسی سے خلاصی ہے اور مدرکہ (نفس ناطقہ) واہمہ اور خیال میں التعری عن ملابستہ ماتحتیہا (یعنی ماتحت کی ملابست سے خالی ہونا) اور زبان میں تسبیح اور تقدیس اور بدن میں لذات ثلاثہ سے رکنا۔ اس کا قدم راسخ ہے تمام مواطن میں مگر یمن میں نہیں۔ اس لئے کہ یہ بھوک ہے تو اس کا جبر کر دیا گیا ہے صدقہ فطر سے اور کھانا کھلانا سنت بنایا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بے حد جواد ہوتے تھے۔ اور قرآن مجید میں ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اس کا معنیٰ ہے علی الذین یطیقون الطعام فدیۃ طعام اور مقصد اس سے صدقۂ فطر کا ذکر کرنا ہے۔

الزکوٰۃ یہ ہے اضافیات کی تمثیل میں سے اور اس کا وزان ہے وزان آدم کا اور اس کی صورت ہے نفس ناطقہ میں کمالات علمیہ اور عملیہ کا فیض دینا اور واہمہ میں اس کی صورت ہے سخاوت اور یہ بن گئی ہے بخل کو دفع کرنے والی اور خارج میں اس نے وطن بنا لیا ہے امہات اولاد کو اور یہ چار قسم ہیں: بہائم، نقد، زر اور تجارت۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر نچلا عالم اوپر کے عالم سے متولد ہوتا ہے۔ پس نفس رحمانی دونوں جگہ محفوظ رہتا ہے۔ اور نشأت کے بعض احکام وہ ہیں کہ مسترد ہو جاتے ہیں۔ حکماء کا روزہ تجرد نفس کو تابع بنا لیتا ہے اور ان کی زکوٰۃ افاضہ بالفعل کو تابع بنا لیتی ہے۔

الحج یہ الحی القیوم کی تمثال ہے اجمالی حیثیت سے اور نشأت قدیمہ میں جو واجب مقرر ہوا وہ ایک صورت عامہ ہے جو بیت کے ساتھ یا غیر بیت متعین نہیں ہوتی، اس کا تعین اس اسم حادث کے ساتھ ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے سینے سے طلوع ہوا پس ضروری ہے کہ اس کا وزان ابراہیم علیہ السلام کا وزان ہو۔ اس کی صورت نفس میں پریشان پھرنا ہے اور وہ ترک الفت کی ایک صورت ہے جو قرب اور مشاہدہ کے ساتھ مخصوص

رہتی ہے (یعنی محبوب کے سوا، دوسری چیزوں سے الفت) اور مدرکہ اور غیر مدرکہ میں حضور ہے اور خارج میں طواف حول البیت کی شکل میں نازل ہوئی اور یہ اصل ہے اور اس کو معظم بنایا گیا احرام کے ساتھ اور اس کی تائید کی گئی وقوف بالعرفہ کے ساتھ اور اس کی تمام جہات کو ظاہر کر دیا گیا ہے تو اس کے ارکان پورے ہوگئے۔

التلاوۃ والاذکار تلاوت کی اصل کلام (الٰہی) ہے، نشأت کے حساب سے۔ اور نشأت کی پانچ قسمیں ہیں جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں اور دلالت کے حساب سے تلاوت کئی علوم جمع کرتی ہے اس لئے نماز میں واجب ہوگئی۔

التسبیح والتکبیر وغیرھا یہ کلمات اس آیت کے تمثل ہیں وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ الآیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر فرمائی ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وغیرہ سے اور صحف میں ان کے باقی رہنے کا راز پہلے بتلا چکے ہیں۔ جویریہ رض اور صفیہ رض کی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے اور وہ تسبیح پڑھ رہی تھی تو آپؐ نے فرمایا میں نے تیرے بعد اس سے زیادہ تسبیح کہی ہے جتنی کہ تو نے کہی اور فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْأَ مَا علم اللہ الخ اس کا راز یہ ہے کہ یہ کلمات جب صحف میں ہوتے ہیں تو ان کی جہت وہ بن جاتی ہے جس پر یہ دلالت کرتے ہیں، اسی طرح باقیات الصالحات کی جہت اگر ظاہر کر دی جائے تو تمام آفاق کو گھیر لے گی۔

صلۃ الرحم اس کی اصل الرحمٰن ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اس پر دال ہے کہ الرحم شجنۃ من الرحمٰن اور الرحمٰن بعینہ القادر تھا، ازلی تھا، جب وہ نشأت شرع میں نازل ہوا ان کے اوصاف کی نشأت کی مطابقت میں تو رحم کے لئے مہربانی کو اس نے اپنا وطن بنالیا۔ فتدبّر

العتق اس کا اصل الرب ہے بحسب الکمال اور گویا کہ ایک قسم کی زکوٰۃ ہے۔

الجہاد یہ پاک عداوت کا چمکنا ہے صورت قتل اور قید میں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔

الایمان واللذوم بعض افعال العباد کی تحقیق ہے اسماء اللہ میں سے ایک
...م کی ملابست کے ساتھ اور یہ نازل ہوا ہے نشآت الشرع میں، دوسرے میں نہیں۔
...جب تنظیم کی مصلحت اس کے لئے معدّ ہوتی ہے۔

الکفارات والحدود کفارہ دینا دو قسم ہے ایک تو یہ ہے کہ برائیوں کے سبوغ کو روکنا حسنات کے سبوغ سے خصوصًا اس کا تمثل ہو عالم حس میں اور دوسرا ان میں سے ہے سیئات میں کسب کرنے والے کا اضمحلال اور اس سے سمجھ میں آجاتا ہے راز استغفار کا خطاکار لوگوں کے لئے یہ واجب ہے۔

حد ایک چیز ہے سبوغی ایجابی اور تو جانتا ہے کہ دنیا میں تمثل شرع کا ارادی ہوتا ہے اور نازل ہوئی ہے حدان امور کے لئے جن کا نقصان ظاہر ہے جن سے زجر واجب ہے۔

الذبح اس کا اصل حمد ہے یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ تو ایک چیز پیش کردے اپنے ارادے سے جس کی ضرورت امکانی ظاہر ہوچکی ہے تو یہ بات تیسرے صحیفے میں ثابت ہوجائے گی اور پھر معاد میں تجھے نفع دے گی اور یہ نفع یا تو قوی ہوگا اور تو اس کا راز جان چکا ہے اس لئے کہ قول نفس الامر کی نشآت میں سے ایک نشأت ہے اس میں تمام امور ظاہر ہوتے ہیں اور یہ نفع یا تو تعظیمی ہوگا تو تیسرا قلب اور قالب دونوں اللہ کے لئے ہونے چاہئیں اور یا فعلی ہوگا اور وہ ذبح ہے اس میں تو روح کو اس چیز کے لئے مقرر کرتا ہے جس کے نام سے ذبح کیا گیا اپنے ارادے سے اور تو اس روح کو جسد سے صاف کرتا ہے اور یہ حقیقت ابراہیمیہ کے ساتھ خاص ہے، اس لئے ابراہیمؑ اسی میں امام بنائے گئے تو ایام النحر کو اسی عبادت کے لئے مقرر کیا گیا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام سے اسی دن میں صادر ہوئی تھی اور یہاں ایک باریک راز ہے اور وہ یہ ہے کہ ذبح میں روح کو جدا کرتا ہے تو اس فعل میں روح کی صورت مندرج ہوجائے گی اور روح ایک پورا عالم ہے تو تو نے اللہ کی تعریف کی ہے تمام عالم کے ساتھ۔

اور صور مجردہ ایسی نشآت ہے کہ وہ الوہیت کا تقاضا رکھتے ہیں اور تمام خلق کی

عبادت کے طالب رہتے ہیں تو ہر روح یہ چاہتی ہے کہ ذبح اس کے لئے ہو اور عبادت بھی اس کے لئے ہو تو اس بات سے پرہیز کیجیو کہ تجھے کوئی روح دھوکہ دے دے کہ تو کافر ہو جائے اپنے رب کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا اور برابر بنایا۔

الکبائر ان میں سے ایک ہے شرک بالعبادۃ جیسے صلوٰۃ، زکوٰۃ، صیام، حج، ذبح، ذکر، عتق وغیرہ شرک بالعبادات کو حرام بناتی ہے وجاہت یعنی انقیاد لحکم الرب (رب کے حکم کی فرماں برداری) اور اصل دین یہ تقاضا کرتا ہے کہ اللہ کے سوا نہ تو کسی کا شکریہ ادا کیا جائے نہ کسی کی خدمت کی جائے نہ کسی کی تعظیم کی جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض چیزوں کی انھیں اجازت دے دی ہے تفضلاً۔

القتل اس کو حرام جانتا ہے انقیاد لحکم الرب وجود کے حساب سے اور اصل دین حرام بناتا ہے ہر قتل کو اور اچھا قرار دیتا ہے ہر ایجاد کو اور جب وحی کی صورت میں نازل ہوا تو استثناء ہو گیا قصاص کا اور جہاد کا۔

السرقۃ اس کو حرام بناتا ہے انقیاد لحکم الرب بحسب الغناء (غنا کے اعتبار سے رب کے حکم کی فرماں برداری) پس یہ نازل ہوا اتنے اتنے مال میں۔

الزنا اس کو حرام بناتی ہے عصمت اور استثناء ہو چکا ہے ملابس وحی میں کلی مقتضیٰ سے النکاح الیٰ اربع (چار عورتوں تک نکاح)

القذف والغیبۃ وغیرھما ان سب چیزوں کو حرام کرتا ہے رب بحسب الجاہ اور اکل الخبائث کو حرام کراتی ہے وجاہت اور یہ نازل ہوئی ہے عادات عرب میں طیّب وہ ہے جس کو وہ لوگ طیّب سمجھیں، خبیث وہ ہے جس کو وہ لوگ خبیث سمجھیں۔

السکر حرام کرتی ہے اس کو حکمت اور استثناء کیا گیا ہے اس میں نبیذ وغیرہ کا۔

الربٰوا اس کو حرام کرتا ہے رب بحسب الغناء اور اس کا حکم نہیں ظاہر ہوا مگر کھانے کی چیزوں میں یا نقد اور نسیئہ میں فتدبّر۔

الظہار یہ جھوٹ ہے اس پر یہ اعتراض آتا ہے کہ مجازی معنیٰ میں یہ صحیح ہو جانا چاہیے

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ جب علاقہ مجاز ضعیف ہے تو مواطن وحی میں درست نہیں مانا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ نشأت الشرع کا اجمال ہے اور ہم نے اختصار کا لحاظ کرکے دعوت کو چھوڑ دیا ہے اور ثواب کا ذکر اگلے خزانہ میں کریں گے۔

حزب الحکمۃ کے نزدیک کلمہ جامع یہ ہے کہ نفس رحمانی تشریعی کو اور اس جہت کو جو صادر ہوتی ہے رب سے کمال کے حساب سے ان دونوں کو خاص کر دیتی ہے اور ان دونوں کی تنقیح کرتی ہے مواطن وحی میں مصلحت اور عادت۔ فتدبر۔

ہم نے تجھے امہات المسائل سب بتا دیئے ہیں اور یہ سارے کا راستہ مفوض ہے حکیم کی طرف اور انبیاء تو وہ مضمحل ہوتے ہیں اس اسم کے انقیاد میں جو ان کو آمر اور ناہی دیتا ہے ان احکام کی تفتیش کے لئے ان کے پاس فرصت نہیں ہے اور حکماء انبیاء کے تابع رہتے ہیں وحی کی حیثیت سے اور اس اسم کے اعتبار سے جو ان میں متجلی ہوتا ہے۔ فتدبّر

(عربی)

لمحات

شاہ ولی اللہؒ کے فلسفہ تصوف کی یہ بنیادی کتاب شروع سے نایاب تھی مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی کو اس کتاب کا ایک پرانا قلمی نسخہ ملا، موصوف نے بڑی محنت سے اس کی تصحیح کی اور شاہ صاحبؒ کی دوسری کتابوں کی عبارات سے اس کا مقابلہ کیا اور وضاحت طلب امور پر تشریحی حواشی لکھے۔ کتاب کے شروع میں مولانا کا ایک مبسوط مقدمہ ہے۔ شاہ ولی اللہ اکیڈمی نے مصری ٹائپ میں خاص اہتمام سے اس کو چھاپا اور نشر کیا۔ پہلا ایڈیشن جلد ہی ختم ہوگیا، اب دوبارہ یہ کتاب زیر طبع ہے اور مزید تصحیح و تحقیق سے شائع ہو رہی ہے۔

شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر۔ حیدر آباد سندھ